ڈاکٹر فضل الرحمٰن کا اسلام

اس کی تحریرات کے آئینہ میں

ڈاکٹر فضل الرحمان کے نظریات اور اسکی تازہ تصنیف "اسلام" (مطبوعہ ۱۹۶۶ء) کا ملک میں جو ردعمل ہوا افسوس کہ بعض لوگوں نے ان ایمانی احساسات اور جذبات کو دیگر اغراض پر محمول کیا اور نہایت ڈھٹائی سے ڈاکٹر فضل الرحمان اور اسکی مذکورہ تصنیف کی صفائی پیش کرنا چاہی اور مسلمانوں کے احتجاج کو کتاب کے اصل مندرجات سے بے خبر ہونے پر محمول کیا۔ ہم ذیل میں مذکورہ تصنیف کے بعض نہایت دل آزار حصے مع ترجمہ بلا تبصرہ پیش کر رہے ہیں جن میں نہایت پیچیدہ اور فلسفیانہ اصطلاحات اور لفظی ہیر پھیر کے ذریعہ کتاب وسنت، وحی اور رسالت کی حقیقت مسخ کرنے، مقام نبوت مجروح کرنے اور قرآن کریم کے اعتماد و یقین میں شک اور تذبذب پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ تمام کتاب اس قسم کے او کھے "اجتہادات" سے بھری ہوئی ہے۔ یہاں صرف چند ایک پر اکتفاء کیا گیا ہے۔ ——— ادارہ ———

قرآنی قوانین ابدی نہیں ہیں

ہر چند کہ قرآنی قوانین کی روح جدید قانون سازی میں آزادی مسئولیت کی بنیادی انسانی قدروں کی تدریجی تشکیل کی ایک واضح سمت دکھاتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود قرآن کو اپنے اصل قوانین کی تشکیل و تدوین

Legislation of Quran is not internal

Whereas the spirit of the Qur'anic legislation exhibits an obvious direction towards the progressive embodiment of the fundamental human values of freedom and responsibility in fresh legislation, nevertheless the actual legislation

of the Qur'an had partly to accept the then existing society as a term of reference. (This clearly means that the actual legislation of the Qur'an cannot have been meant to be literally eternal by the Qu'ran itself.) This fact has no reference to the doctrine of the eternity of Qu'ran or to the allied doctrine of the verbal revelation of the Qur'an Very soon, however, the Muslim lawyers and dogmaticians began to confuse the issue and the strictly legal injunctions of the Quran were throught to apply to any society, no matter what its conditions, what its structure and what its inner dynamics.)

کے لئے اس وقت کے معاشرہ کو اپنے موضوع مطالعہ کی حیثیت سے جزوی طور پر قبول کرنا پڑا۔ اس کا مطلب صاف یہ نکلا ہے کہ خود قرآن اپنے اصل قوانین کو ابدی قرار نہیں دیتا۔ ہم نے جو یہ حقیقت بیان کی ہے اسکو ابدیتِ قرآن کے عقیدہ یا قرآن کے لفظ بہ لفظ وحی ہونے کے عقیدہ سے قطعاً کوئی واسطہ نہیں ہے۔ بہرحال کچھ زیادہ زمانہ گذرنے نہیں پایا کہ مسلمان فقیہوں اور اصولیوں نے اس امر تنقیح طلب میں الجھنیں پیدا کرنا شروع کر دیں اور قرآن کے معروف شرعی احکام کے متعلق یہ سمجھا گیا کہ وہ ہر معاشرہ پر قابلِ اطلاق (یعنی ابدی ہیں) بلا لحاظ اس کے کہ معاشرہ کے خاص کوائف و حالات کیا ہیں، اسکی ہیئت ترکیبی کیا ہے، اور اس کے باطن میں کس قسم کی قوت محرکہ پنہاں ہے۔

قرآن بالکلیہ کلام الٰہی نہیں ہے بلکہ کلام محمد بھی ہے

When, however during the second and the third centurise of Islam, acute differences of opinion controversies partly influenced by Christian doctrines, arose among the Muslims about the nature of Revelation, the emerging Muslim 'orthodoxy', which was at the time in the crucial stage of formulating its precise content, emphasized the externality of the Prophet's Revelation in order to safeguard its 'otherness', objectivity and verbal character. The Quran itself certainly maintained the 'otherness' the 'objectivity' and the verbal character of the Revelation, but had equally certainly rejected its externality vis-a-viz the Prophet. It declares, 'The Trusted Spirit has brought it down upon your heart that you may be a warner' (XXVI, 194), and again, 'Say: He who is an enemy of Gabriel (let him be), for it is he who has brought it down upon your heart, (II, 97). But orthodoxy (indeed, all medieval thought) lacked the

بہرحال جب دوسری اور تیسری صدیوں کے دوران اسلام میں ماہیت وحی کے بارے میں رائے کے شدید اختلافات اور مسیحی عقائد کے جزوی اثر کے تحت لفظی مناقشات پیدا ہو گئے تو تشکیل پذیر مسلم راسخیت نے جو اس وقت اپنے واضح اور صحیح مافیہات کی ترتیب و ترکیب کے نازک مرحلے سے گذر رہی تھی، پیغمبر کی وحی کی خارجیت کی اہمیت کو نمایاں کرنا شروع کر دیا تاکہ اس طرح اس کے "دوسرے پن" اسکی معروضیت اور اسکی لفظی خصوصیت کی حفاظت ہو سکے۔ بلاشبہ خود قرآن نے بھی وحی کے "دوسرے پن" اسکی معروضیت اور اسکی لفظی خصوصیت کو قائم رکھا ہے۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ اس نے خارجیت وحی بالمقابل پیغمبر کے نظریہ کی تردید بھی کر دی۔ قرآن کہتا ہے .... لیکن راسخیت

necessary intellectual toals to combine in its formulation of the dagma the otherness and verbal character of the Revelatian on the one hand, and its intimate connection with the work and the religious personality of the Prophet on the other, i. e. it lacked the intellectual capacity to say both that the Quran is entirely the word of God and, in an ordinary sense, also entirely the word of Muhammad. The Quran obviously holds both, for it is insists that it has come to the 'heart' of the Prophet, how can it be external to Him? This, of course, does not necessorily imply that the Prophet did not perceive also a projected figure, as tradition has it, but it is rgmarkable that the Quran itsels makes no mention of any fitufe in this connection: it is only in connection with certain special experiences (commonly connected with the Prophet's Ascension) that the Quran speaks of the Prophet having seen a figure or a spirit, or some other object 'at the farthest end' or 'on the horizon', although here also, as we pointed out in section I ot the last chapter, the experience is described as a spiritual one. (But orthodoxy, through the Hadith or the 'tradition' from the Prophet, partly suitably interpreted and partly coined, and through the scince of theology based largely on the Hadith, made the Revelation of the Prophet entirely through the ear and external to him and regared the angle or the spirit that comes to the heart' an entirely external agent. The modern Western picture of the Prophetic Revelation rests largely on this orthodox formulation rather than on the Quran, as does, of course, the belief of the common Muslim.)

(فی الاصل تمام کی تمام از منۂ وسطیٰ کا فلسفہ) کا دامن ان تعقلی آلات سے تہی تھا، جو ایک طرف وحی کے لفظ بہ لفظ صحیح ہونے کے عقیدہ کی تشکیل کے لئے ضروری ہوتے ہیں تو دوسری طرف پیغمبر کے کام اور اسکی مذہبی شخصیت کے ساتھ اس عقیدہ کا گہرا تعلق پیدا کرنے کے لئے ان کی ضرورت داعی ہوتی ہے۔ (دوسرے الفاظ میں قدامت پسند لوگوں میں اس ذہنی استعداد کی کمی تھی جسکی بدولت یہ کہا جا سکتا ہے کہ عام معنی کے اعتبار سے قرآن بالکلیہ کلام الہٰی ہے نیز بالکلیہ کلام محمدؐ بھی۔ قرآن بظاہر ان دونوں باتوں کا قائل نظر آتا ہے، کیونکہ اس کا دعویٰ ہے کہ وہ پیغمبر کے "قلب" پر نازل ہوا ہے تو پھر وہ پیغمبر کے لئے خارجی شے کیوں کر ہو سکتا ہے۔) اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ پیغمبر نے ایک پیکر مستحضر کو نہیں دیکھا تھا جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے بلکہ یہ بات قابل لحاظ ہے کہ خود قرآن اس بارہ میں کسی پیکر کا تذکرہ نہیں کرتا۔ یہ تو محض چند مخصوص قسم کے تجربات (جو عام طور سے معراج النبی سے مربوط کر دئے گئے ہیں) ہیں، جن کے سلسلہ میں قرآن کہتا ہے کہ پیغمبر نے ایک پیکر یا روح یا کوئی شے "سدرۃ المنتہیٰ" یا "افق" پر دیکھی تھی۔ اگرچہ یہاں بھی جیسا کہ ہم سابقہ باب میں اشارہ کر چکے ہیں، اس تجربہ کو ایک روحانی تجربہ بیان کیا گیا ہے (لیکن قدامت پسند لوگوں نے حدیث نبوی کے ذریعہ جو کچھ تو مصرحہ ہیں اور کچھ مخفی اور علم الٰہیات کے ذریعہ جو بیشتر حدیث پر مبنی ہے۔ پیغمبر کی وحی کو یوں پیش کیا ہے گویا وہ بہ تمام و کمال کانوں سے سنی گئی تھی اور پیغمبر کے لئے ایک خارجی شے تھی۔ اور فرشتہ روح کو جو دل پر نازل ہوتا ہے ایک بالکلیہ خارجی واسطہ بنا دیا۔ جدید مغرب نے پیغمبر کی وحی کی جو تصویر کھینچی ہے وہ قرآن سے کہیں زیادہ اسی قدامت پسندی کے اصول پر مبنی ہے۔ جیسا کہ عام مسلمانوں کا ایمان ہے۔)

کلامِ الٰہی حضورؐ کے اخلاقی ادراک کے تیز ہو جانے پر آپ کے قلب سے صادر ہوتا

When Muhammad's moral intuitive perception rose to the highest point and became identified with the moral law itself (indeed, in these moments his own conduct at points came under Quranic criticism, as is shown by our account in the second section of the preceding chapter and as is evident from the pages of the Quran), the word was given with the inspiration itself. The Quran is thus pure Divine Word, but of course, it is equally intimately related to the inmost personality of the Prophet Muhammad whose relation ship to it cannot be mechanically conceived like that of a record. The Divine Word flowed through the Prophet's heart.

جب محمدؐ کا اخلاقی وجدانی ادراک اتنا شدید اور تیز ہو گیا کہ ان کا شعور اخلاقی قانون سے بالکل مطابقت اختیار کر لیتا۔ (یہ امر واقعہ ہے کہ ان لمحات میں خود آپ کا طریقِ عمل کبھی کبھی قرآنی تنقید کی زد میں آ گیا ہے جیسا کہ ہماری تفصیل مندرجہ باب سبق نیز قرآنی اوراق سے ظاہر ہے) تو کلام خود الہام کے ساتھ دیا گیا۔ اس طرح قرآن خالص کلامِ الٰہی ہے۔ لیکن اس میں بھی ذرا شک نہیں ہے کہ اس کا محمد کی انتہائی داخلی شخصیت سے اتنا ہی گہرا تعلق ہے۔ اس تعلق کو غیر شعوری ارادے کے بغیر (گراموفون) ریکارڈ کی طرح ایک میکانکی تعلق نہیں سمجھ سکتے۔ یاد رہے کہ کلامِ الٰہی نبی کریم کے قلب سے رواں ہوا۔

محمد کو علمِ تاریخ نہ ہوتا تو وہ وحیِ الٰہی کو سمجھنے سے قاصر رہتے

Connected with the warnings about the judgement and as a historicol support against the persecution of the Prophet and his followers, the Quran also repeatedly recites the stories of earlier Prophets Abraham, Noah, Moses, Jesus, etc., men who had also met with opposition whose message had equally been treated with obduracy on the part of the majority of people. As time passes these stories become fuller and fuller and the images of the earlier Prophets take on more definite shapes. The question of the 'historicity' of these details, i.e. of the extent of their conformity to earlier, pre-Islamic, stories and legends is in itself intersources' of

قہرِ الٰہی کے ڈراوے سے مربوط اور پیغمبر اور ان کے متبعین کی تہذیب کے خلاف ایک تاریخی ثبوت کے طور پر قرآن انبیائے سابقین — ابراہیمؑ، نوحؑ، موسیٰؑ، عیسیٰؑ وغیرہم کے قصوں کو بھی بار بار بیان کرتا ہے جنہیں ایسی ہی مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑا تھا اور جن کے پیغام کے ساتھ لوگوں کی اکثریت نے ایسا ہی متمردانہ سلوک کیا تھا۔ مرورِ وقت کے ساتھ یہ قصے زیادہ سے زیادہ بھرپور ہوتے چلے جاتے ہیں اور انبیائے سلف کی خیالی تصویریں واضح تر۔

the Quranic prophetology very meaningful for assessing the real originality and import of the Prophet's message which must be located in the purpose in which these materials were turned and the service in which they were pressed. On the other hand, the Muslim need not fear and reject the historical aqproach to these materials. The Quran certainly says about these stories that they are revealed truth; but, surely, what is revealed is what they are meant to convey and the import with which they are invested. Indeed, (if Muhammad had not known 'historically' (as distinguished from 'through revelation') the materials of the Prophets' stories, he would himself have been at a complete loss to understand what the Revelation was saying to him.

جس چیز کا ابلاغ مقصود ہے اور جو اہمیت انہیں حاصل ہے، دراصل وہی سب کچھ ہے جو وحی کئے گئے ہیں یہ ایک حقیقت ہے کہ اگر محمدؐ کو انبیاء کے قصوں کے مواد کا تاریخی علم ہوا ہوتا تو آپ خود یہ سمجھنے سے قطعاً قاصر رہے ہوتے کہ وحی آپ سے کہہ کیا رہی ہے۔

Recorded products of the Hadith Unreliable.

In his Muhammedanische Studien, until now the most fundamental work on the subject. I Goldziher declares that it is hardly possible to sift, with any confidence, from the vast material of the Hadith, a portion that may genuinely be referred either to the Prophet or to the early generation of his Companions and that the Hadith is to be regarded rather as a record of the views and attitudes of early generations of Muslims than of the life and teaching of the Prophet or even of his Companions Goldziher, however, maintained that the phenomenon of the Hadith goes back to the

شکلیں اختیار کرنے لگتی ہیں۔ ان تفصیلات کی "تاریخی سند" کا مسئلہ یعنی اس امر کا ثبوت کہ یہ ازمنۂ سلف اور ماقبل اسلام کے قصص و حکایات سے کس حد تک مطابقت رکھتی ہیں، بجائے خود دلچسپ ہے لیکن اتنا ہی مرجع آفات بھی ہے۔ نیز قرآنی روایات (علم الرسل) کے مادی ماخذوں کا مسئلہ بھی اتنا با معنی نہیں ہے کہ اس سے پیغمبر کے پیغام کے مقصد اصلی اور اسکی اہمیت کا پتہ چلایا جا سکے جس کا تعین اس مقصد میں کیا جا سکتا ہے جس میں یہ مواد مبدل کر لیا گیا تھا۔ اور اس غرض و غایت میں کیا جا سکتا ہے جسے پورا کرنے کیلئے اس مواد کو استعمال کیا گیا تھا۔

دوسری طرف اہل اسلام کا یہ حال ہے کہ وہ بلاخوف و خطر اس مواد کے تاریخی استدراک کے مطالبہ کو یکسر رد کر دیا کرتے ہیں۔ بلاشبہ قرآن ان قصوں کے بارے میں یہ کہتا ہے کہ یہ سچائی کے ساتھ وحی کئے گئے ہیں۔ لیکن یقینی بات تو یہ ہے کہ ان قصوں سے

احادیث کے تمام صحیفے ساقط الاعتبار ہیں

گولڈ زیہر اپنی کتاب MUHAMMEDANISCHE STUDIEN جو حال تک حدیث کے موضوع پر ایک بے انتہا قسم کی اساسی تصنیف مانی جاتی تھی، یہ اعلان کرتا ہے کہ حدیث کے وسیع انبار میں سے کسی ایسے جزو کا وثوق و اعتماد کے ساتھ رول لینا ایک امر محال ہے جسے پیغمبر یا آپ کے صحابہؓ سے حق کے ساتھ منسوب کیا جا سکے۔ نیز یہ کہ حدیث کو پیغمبر بلکہ خود آپ کے صحابہؓ تک کی حیات و تعلیمات کے صحیفہ

earliest times of Islam and even conceded the possibility of the existance of 'informal' Hadith records contemporaneous with the Prophet, although he voiced his scepticism about some of the alleged records (sahifa) of that period. But, his argument runs, since the corpus of the Hadith continued to swell in each succeeding generation, and since, in each generation, the material runs parallel to and reflects various and often contradictory doctrines of Muslim theological and legal schools, the final recorded products of the Hadiths, which date from the 3rd/9th century must be regarded as being on the whole unreliable as a source for the Prophet's own teaching and conduct.

کی بجائے مسلمانوں کے اوّلین اسلاف کے طریق و خیالات کا دفتر قرار دیا جانا چاہیئے۔ تاہم گولڈزیہر اس بات کا قائل ہے کہ آثار حدیث کے سلسلے اسلام کے ازمنۂ اوّلین تک جا ملتے ہیں، وہ احادیث کے ایسے غیر رسمی صحائف کے وجود کے امکان کو بھی تسلیم کرتا ہے جو عہد نبوت میں قلمبند کئے گئے تھے اگرچہ اس نے اس عہد کے بعض مبینہ صحیفوں کے خلاف چلاّ چلاّ کر اپنے شک و شبہ کا اظہار کیا ہے۔ اسکی دلیل یہ ہے کہ چونکہ مجموعۂ احادیث میں پشت در پشت اضافہ ہوتا چلا گیا ہے، اور چونکہ ہر دور کی احادیث نہ صرف متوازی مضامین ہی سے پُر ہیں بلکہ وہ مسلم الہیات و فقہ کے مکاتیب کے متعدد اور بیشتر متضاد عقائد کی عکاسی کرتی ہیں۔ اس لئے پیغمبر کی اپنی تعلیمات اور اسوۂ حیات کے ماخذ کی حیثیت سے احادیث مرقوم کے یہ تمام اتمام یافتہ صحیفے جن کے سلسلے تیسری صدی ہجری سے شروع ہوتے ہیں، یکسر ساقط الاعتبار قرار دیئے جانے چاہئیں۔۔۔۔۔۔

پانچ میں سے دو نمازیں پیغمبر کی اختراع ہیں قران سے ثابت نہیں

The Quran emphasizes prayer because 'it prevents from evil' and helps man to conquer difficulties especially when combined with 'patience'. The five daily prayers are not all mentioned in the Quran but must be taken to represent the later usage of the Prophet himself, since it would be historically impossible to support the view that the Muslims themselves added two new prayers to the three mentioned in the Quran. In the Quran itself the two morning and the evening prayers are mentioned, and later on at Medina the 'middle' prayer at noon was added. But it appears that during the later part of the Prophet's life the prayer 'from the

قرآن نماز پر زور دیتا ہے کیونکہ "یہ برائیوں سے روکتی ہے"، اور بالخصوص صبر کے تعاون کے ساتھ انسان کو مصائب و مشکلات پر غالب آنے میں مدد دیتی ہے۔ روزانہ کی پنجگانہ نمازیں قرآن میں ساری کی ساری مذکور نہیں ہیں بلکہ یہ فرض کر لیا جا سکتا ہے کہ یہ زائد نمازیں خود پیغمبر کے معمول مابعد کی نمائندگی کرتی ہیں، کیونکہ تاریخی اعتبار سے تو اس نظریہ کی تائید قطعی طور پہ غیر ممکن نظر آتی ہے، کہ قرآن کی مذکورہ تین نمازوں میں خود مسلمانوں نے اپنی طرف سے دو کا اضافہ کر دیا

declendion of the sun unto the thick darkness of the night' (XVII, 78) was split into two and similarly the noon prayer and thus the number five was reached.)

تھا۔ اور جہاں تک قرآن کا تعلق ہے اس میں تو صرف فجر اور مغرب دو نمازیں مذکور ہیں۔ اور بعد میں چل کر مدینہ میں نماز ظہر کا اضافہ کر دیا گیا۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبر کی زندگی کے متاخر دور میں نماز لدلوک الشمس الی غسق اللیل دو کر دی گئیں اور بشمول نماز ظہر کے ان کی تعداد پانچ تک پہنچا دی گئی۔

محمد مرگی کے مرض میں مبتلا تھے یا نہیں

معراج کا عقیدہ محض ایک افسانہ ہے

The earliest accounts of Muhammad point to the fact that this experience had occurred in or was accompanied by a state of vision or quasi-dream, for the Prophet is reported to have stated after narrating the experience. 'Then I woke up'. As time passed and Muhammad launched a fierce struggle based on his convictions, these experiences became more frequent, and tradition makes it clear that these revelatory experiences of Muhammad (when he used to sink into the deeper strata of consciousness) were usually accompanied by certain Physical concomitants. From this, some modern historians have conjectured that he suffered from epileptic fits. On a closer examination, however, the epilepsy theory faces objections which seem to us fatal. To begin with, this condition begins only when Muhammad's Prophetic career starts at about the age of forty, there being no trace of it in his earlier life. Secondly, tradition makes it clear that this condition recurred only with a revelatory experience and never occurred independently. This is, indeed, a strange form of epilepsy which is invariably associated with the deliverance of guiding principles

حدیث کہتی ہے کہ پیغمبر کو پہلا الہامی تجربہ ہوا تو آپ پر حسب ذیل آیات نازل ہوئی تھیں:

اقراء ....

حضرت محمد کے ابتدائی وقائع وحالات اس حقیقت کیطرف اشارہ کرتے ہیں کہ یہ تجربہ عالم رویا یا نیم خوابی کی حالت یا اس جیسی کیفیت میں وقوع میں آیا تھا کیونکہ پیغمبر کی حدیث میں آیا ہے کہ اپنا یہ تجربہ بیان کرنے کے بعد آپ نے فرمایا "تب میں بیدار ہو گیا" جوں جوں وقت گزرتا گیا اور حضرت محمد نے اپنے اذعانات پر مبنی ایک شدید جدوجہد کا آغاز فرمایا تو یہ تجربے بار بار ہونے لگے اور حدیث یہ وضاحت کرتی ہے کہ حضرت محمد کے یہ الہامی تجربے (جب آپ شعور کے عمیق تر طبقات میں مستغرق ہو جایا کرتے) بعض مادی تلازمات کے ساتھ وقوع میں آیا کرتے تھے۔ اس سے بعض جدید مورخوں نے یہ قیاس قائم کر لیا کہ

for such a powerful and creative movement as the Prophet's and never occurs by itself. We are not of course, denying the possibility of some one suffering epilepsy and also being endowed with spiritual experiences, but the point is that at least sometimes the former should be capable of occurring independently of the latter even if the latte. may not occur without the former Lastly, it is incredible that a distinct malady such as epilepsy should not have been identifiable clearly and definitely in a sophisticated society like the Meccan or Medinese.

This story also presupposes a picture of the Prophet that represents him in an otherwise normal state of psycho-physical life during the experience, for epilepsy, after all, occurs in and supervenes on a normal state. Now the view of the Prophet and the Prophetic Revelation, that his level of consciousness was 'normal', was something encouraged and, indeed, explicitly formulated by orthodoxy much later. This was supposed to guarantee the externality of the Angle or the Voice in the interests of safeguarding the 'objectivity' of the Revelation. The attempt may seem to us intellectually immature, but at the time when the dogma was in the making, there were compelling reasons for taking this step, particularly the controversies against the rationalists. A great deal of Hadith ('tradition'; see Chapter III), commonly accepted latter, came into existehce portraying the Prophet talking to the Angls in public and graphically describing the appearance of the latter. Despite the fact that it is contradicted by the Qur'an which says'...... We sent him (the Angle) down upon your heart that you may be a warner' (XXVI, 194, cf. II, 97) this idea of the externality of the Angel and the Revelation has become so ingrained in the general Muslim mind that the real picture is anathema to it.

آپ پر مرگی کے دورے پڑا کرتے تھے۔ تاہم اگر مرگی کے نظریہ کا بنظرِ امعان جائزہ لیا جائے تو یہ نظریہ ایسے اعتراضات سے دوچار دکھائی دیتا ہے جو کافی اہم اور وزنی معلوم ہوتے ہیں۔ اوّل تو یہ کہ یہ حالت صرف اس وقت سے شروع ہوتی ہے جبکہ تقریباً چالیس سال عمر سے حضرت محمدؐ کے پیغمبرانہ کردار کا آغاز ہوتا ہے۔ آپ کی حیات ماقبل نبوت میں اس کا کوئی نشان نہیں ملتا۔ دوسرے یہ کہ حدیث اس امر کی صراحت کرتی ہے کہ اس حالت کا اعادہ صرف الہامی تجربہ کے ساتھ ساتھ ہوتا رہا ہے اور یہ کبھی آزادانہ طور پر وقوع میں نہیں آئی۔ سچ تو یہ ہے کہ یہ ایک عجیب و غریب قسم کی مرگی معلوم ہوتی ہے جو پیغمبر کی —— طاقتور اور تخلیقی تحریک کے رہنما اصولوں کے ابلاغ کے ساتھ ہمیشہ متلازم رہی اور از خود کبھی وقوع میں نہیں آئی۔ ہم واقعتاً اس امکان کا انکار نہیں کر رہے ہیں کہ کوئی شخص جو مرگی کے مرض میں مبتلا ہو وہ روحانی تجربات سے بہرہ اندوز ہو سکتا ہے۔ لیکن غور طلب بات تو یہ ہے کہ اول الذکر میں ہمیشہ نہیں تو کم سے کم کبھی کبھار تو مابعد الذکر کے بغیر بھی وقوع پذیر ہونے کی استعداد ہونی چاہیے خواہ مابعد الذکر اول الذکر کے بغیر وقوع میں نہ آتی ہو۔ آخری اعتراض یہ کہ یہ بات قرینِ قیاس ہو ہی نہیں سکتی کہ مکہ یا مدینہ جیسی سوفسطائی سوسائٹی مرگی جیسے مخصوص اور متمیز مرض کو واضح طور پر شناخت کرنے سے قاصر رہی ہو۔

یہ قصہ پیغمبر کی اس تصویر پر بھی دلالت کرتا

The same is the case with the rest of the religies experiences of the Prophet. The Qur'an refers to an important transforming experaience or perhaps a series of such experiences of Muhammad in several Suras of the Qur'an (XVII, 1; LIII, 5-18; LXXXI, 23). In all these places, the Quran alludes to the fact that the Prophet saw something 'at the fathest 'or' on the horizon' and this shows that the experience contained an importatelement of the 'expansion' of the self. In LIII, 11-12, the Quran says: The heart has not falsified that it has seen; shall you doubt what it has witnessed?' But the spiritual experience of the Prophet were later woven by tradition. especially when an 'orthodoxy' began to take shape, into the doctrine of a single, physical, locomotive experience of the 'Ascension' of Muhammad to Heaven, and still later were supplied all the graphic details about the animal which was ridden by the Prophet durieg his ascension, about his sojourn in each of the seven heavens, and his parleys with the Prophets of bygone ages from Adam up to Jesus. We may first concede the fact, which is rarely realized by the opponents of 'orthodoxy', that a religion cannot live on purely 'spiritualized' dogmas and that reification is necessary even if only to serve the purpose of a 'vessel' for the spirit. (We may further insist that it is really impossible to hold that something should occur of a purely spiritual nature without a physical concomitant, and we might even assert that a single event may be called spiritual or physical according to its setting or context, yet in either case the doctrine of a locomotive miraj or Ascension' developed by the orthodox (chiefly on the pattern of the Ascension of Jesus) and backed by Hadith is no more than a historical fiction whose materials come from various sources.)

ہے جس میں آپ اپنے تجربہ کے دوران زندگی کی ایک بالکلیہ مختلف تنفس جسمانی طبعی حالت میں نظر آتے ہیں کیونکہ مرگی کے دورے تو آپ پر بہرحال پڑتے ہی ہیں لیکن ایک طبعی حالت کے دوران اب رہ گیا پیغمبر اور پیغمبرانہ وحی کا نظریہ یعنی یہ کہ آپ کا معیار شعور "طبعی" تھا سو وہ ایک ایسی چیز ہے جسے دراصل علمائے راسخ نے بہت بعد کے زمانہ میں ترکیب دے لیا تھا۔ اس نظریہ کے بارے میں یہ خیال کیا جاتا تھا کہ معروضیت وحی کے استحفاظ کی خاطر اس سے فرشتہ یا آواز کی خارجیت کو قرار واقعی ضمانت مل جاتی ہے۔ ان لوگوں کی یہ سعی ہمیں ذہنی اعتبار سے بظاہر ناقص و ناتمام نظر آتی ہے۔ لیکن جس زمانہ میں یہ عقیدہ تشکیل کے مراحل سے گذر رہا تھا تو اس وقت اس قسم کے اقدام کیلئے ناگزیر وجوہ (بالخصوص عقلیت پسندوں کے خلاف مناظرے) موجود تھے

کئی احادیث جنہیں دور میں چل کر قبولیت عام کی سند ملی ہے؛ ایسی وجود میں آئیں جن میں پیغمبر کو فرشتہ کے ساتھ مجمع عام میں ہم کلام دکھلایا گیا ہے اور فرشتہ کی شکل و شباہت کو بڑی شرح و بسط کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اس حقیقت کے باوجود کہ قرآن اسکی ان لفظوں میں تردید کرتا ہے: کہ "ہم نے اس (فرشتہ) کو تمہارے دل پر نازل کیا تاکہ تم ڈرانے والے بنو۔" فرشتہ اور وحی کی خارجیت کا یہ تصور عام مسلمانوں کے ذہنوں میں

کچھ اس طرح رچ بس گیا ہے کہ اس کے سامنے
واقعہ کی سیدھی تصویر مردود ٹھہرتی ہے۔

یہی حال پیغمبر کے ماہیتی مذہبی تجربات کا ہے۔
قرآن حضرت محمدؐ کے ایک یا چند اہم منقلب تجربات
کا متعدد موقعوں پر حوالہ دیتا ہے ( )
ان تمام مقامات پر قرآن اس حقیقت کی طرف اشارہ
کرتا ہے کہ پیغمبر نے "سدرۃ المنتہیٰ" یا "افق" پر کوئی
چیز دیکھی اور اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس تجربہ
میں توسیع "ذات" کا ایک اہم عنصر شامل تھا۔ قرآن
کہتا ہے کہ دل نے جو کچھ دیکھا اسے جھٹلایا نہیں۔
دل نے جو کچھ دیکھا کیا تم کو اس میں کچھ شک ہے؟"
لیکن آگے چل کر بالخصوص جبکہ ایک راسخیت تشکیل پذیر
ہونے لگی، حدیثوں نے پیغمبر کے تجربات کو حضرت
محمدؐ کی معراج سوئے عرش کے جسمانی حرکت پذیر تجربہ
کے واحد عقیدہ میں تبدیل کر دیا اور اس سے بھی
بعد کے زمانہ میں ان تجربات کے لئے ان جانور
کے بارہ میں جس پر پیغمبر نے معراج کے دوران سواری
کی تھی، اور ہفت افلاک میں پیغمبر کی ہر فلک کی سیر
کے بارے میں اور آدمؑ سے لیکر عیسیٰؑ تک کے
انبیائے سابق کے ساتھ آپ کی گفت و شنید
کے بارہ میں مشروح و مصرحہ تفصیلات فراہم کی گئیں
پہلے ہم اس حقیقت کو مان لیں جس کو راسخیت کے
مخالفین شاذ ہی سمجھ پاتے ہیں کہ کوئی مذہب صرف
خالص روحانی عقیدوں پر قائم و دائم نہیں رہ سکتا۔ اس
کے لئے تجسیم ضروری خواہ اس سے صرف روح ہی
کے لئے ایک "ہیکل" کی غایت پوری ہوتی ہو۔
(مزید برآں ہم یہ بھی وثوق کے ساتھ کہہ سکتے
ہیں کہ مادی تلازم کے بغیر کسی خالص روحانی جیسی
چیز کے وقوع کا قائل ہونا تو حقیقت میں ایک
قطعی ناممکن سی بات ہے اور یہ بھی دعویٰ کیا
جا سکتا ہے کہ صرف ایک ہی واقعہ کو اس کے ماحولِ
ترتیب کے اعتبار سے روحانی یا مادی قرار دیا
جا سکتا ہے۔ لیکن ہر دو صورتوں میں ایک حرکت
پذیر معراج کا عقیدہ جسے قدامت پسند لوگوں
نے (بیشتر رفعِ مسیحؑ کے نمونہ پر) فروغ دیا ہے
اور جسے حدیث کی پشت پناہی حاصل ہے ایک
تاریخی افسانہ کے سوا کچھ نہیں جس کا مواد مختلف
ماخذوں سے حاصل کیا گیا ہے۔)

★

موتیا روک

• موتیا روک ــــ موتیا بند کا بلا اپریشن علاج ہے
• موتیا روک ــــ دھند، جالا، پھولا، ککروں کیلئے بھی بے حد مفید ہے۔
• موتیا روک ــــ بینائی کو تیز کرتا ہے اور چشمہ کی ضرورت نہیں رکھتا۔
• موتیا روک ــــ آنکھ کے ہر مرض کیلئے مفید ہے۔

بیت الحکمت
لوہاری منڈی لاہور